مروجہ نظام زمینداری اور اسلام (۵)

مزارعت اور مرفوع احادیث

از قلم: مولانا محمد طاسین

احادیث عبداللہ بن عباسؓ

(۱) قال عمرو قلت لطاؤس لو ترکت المخابرة فانھم یزعمون ان النبی صلی اللہ علیہ وسلّم نھی عنہ فقال ای عمرو وانی اعطیھم واغنیھم وان اعلمھم اخبرنی یعنی ابن عباس رضی اللہ عنھما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلّم لم ینہ عنہ ولکن قال ان یمنح احدکم اخاہ خیر لہ من ان یأخذ علیہ خرجا معلوما۔

(ص ۳۱۳ - ج ۱ صحیح البخاری)

حضرت عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے حضرت طاؤس سے عرض کیا کہ کاش آپ مخابرہ کو چھوڑ دیتے کیونکہ کئی صحابہؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اس کے جواب میں طاؤس نے فرمایا میں مزارعین کو ان کے حق سے زیادہ دیتا اور ان کی اعانت کرتا ہوں اور یہ کہ صحابہؓ میں جو زیادہ علم والا ہے یعنی ابن عباسؓ اس نے مجھے بتلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے منع نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا کہ تم میں سے کسی کا اپنی زمین اپنے بھائی کو مفت کاشت کے لئے دے دینا بہتر ہے بجائے اس کے کہ اس پر کوئی متعین پیداوار وغیرہ لے۔

(۲) عن طاؤس عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم لم یحرم المزارعة ولکن امر ان یرفق بعضھم ببعض۔

(ص ۱۶۶ - ج ۱ - جامع ترمذی)

حضرت طاؤس نے حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مزارعت کو حرام نہیں ٹھہرایا بلکہ یہ حکم دیا کہ بعض لوگ دوسرے بعض کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں۔

(۳) عن طاؤس عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یحرم کراء الارض ولکنہ امر بمکارم الاخلاق۔

(ص ج)

حضرت طاؤس نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کراء الارض کو حرام نہیں کہا بلکہ حکم دیا مکارم اخلاق اختیار کرنے کا۔

(۴) عن ابن عباس اذا اراد احدکم ان یعطی اخاہ ارضا فلیمنحہا ایاہ و لا یعطہ بالثلث والربع۔

(ص ۴۲ - ج ۸ - کنزالعمال بحوالہ طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب تم میں سے ایک اپنے بھائی کو زمین دینا چاہے تو اسے بطور منحہ بلا معاوضہ دے۔ تہائی اور چوتھائی پر نہ دے۔

(۵) عن ابی القاسم عن ابن عباس قال اعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر بالشطر ثم ارسل ابن رواحۃ فقاسمھم۔

(ص ۲۶۰ - ج ۲ - طحاوی)

ابو القاسم سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر نصف پر دیا۔ پھر ابن رواحہ کو بھیجا۔ اس نے ان سے تقسیم کا معاملہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ان احادیث میں سے پہلی، دوسری اور تیسری حدیث کے راوی صرف ایک تابعی حضرت طاؤس بن کیسان ہیں۔ تینوں کے الفاظ میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن مطلب تینوں کا تقریباً ایک ہے اور وہ یہ کہ معاملۂ مزارعت و کراء الارض حرام نہیں بلکہ مکارم اخلاق کے خلاف ایسا مکروہ سا معاملہ ہے جس کا ترک کرنا، اختیار کرنے سے بہتر ہے۔ یہ مطلب ممکن ہے حضرت ابن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ سے سمجھا ہو جو پہلی حدیث میں مذکور ہیں یعنی " ان یمنح احدکم اخاہ خیر لہ من ان یاخذ علیہ خرجا معلوما " اگر یہ الفاظ بعینہٖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں تو ان سے بلاشبہ مطلب مذکور نکل سکتا ہے۔ بشرطیکہ دوسری احادیث سے اس کی نفی نہ ہوتی ہو، لیکن نہ صرف یہ کہ دوسرے صحابۂ کرام کی احادیث سے بلکہ خود حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اس اثر سے بھی اس کی نفی ہوتی ہے جو نمبر چار پر طبرانی کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے

اس میں نہی کے صیغے سے " لا یعطہ بالثلث والربع " کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ مزارعت کا یہ معاملہ ابن عباسؓ کے نزدیک ناجائز اور ممنوع معاملہ تھا۔ پہلے تو حرام ورنہ مکروہ تحریمی ضرور تھا، حافظ ابوبکر الحازمی نے ابن عباسؓ کو ان صحابہ کرامؓ میں شمار کیا ہے جو اس معاملے کو فاسد سمجھتے تھے۔

چونکہ حضرت طاؤس کی بیان کردہ حضرت ابن عباسؓ کی احادیث دوسرے صحابہؓ کی احادیث سے متعارض ہیں لہٰذا آگے چل کر تعارض کی بحث میں حضرت طاؤس کی مذکورہ روایات سے بحث و تحقیق کی جائے گی۔

حضرت ابن عباسؓ کی پانچویں حدیث جو معاملۂ خیبر سے متعلق ہے اور جس کے الفاظ ابوعبید کی کتاب الاموال میں اس طرح ہیں:

عن ابن عباس قال دفع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خیبر ارضھا ونخلھا الی اھلھا مقاسمۃ علی النصف (ص۷۶)	حضرت ابن عباسؓ نے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے کھیت اور باغ یہودِ خیبر کو پیداوار کے نصف نصف پر دیئے۔

چونکہ یہ معاملہ جیسا کہ کچھ پہلے حضرت ابن عمرؓ کی احادیث میں عرض کیا گیا ایک سیاسی نوعیت کا اور خراج مقاسمت کا معاملہ تھا، مزارعت کا معاملہ نہ تھا۔ لہٰذا اس سے مزارعت کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔

حضرت اُسیدؓ بن ظہیر کی حدیث

(۱) عن رافع بن اُسید عن ابیہ اُسید بن ظُھَیر انہ خرج الی قومہ الی بنی حارثۃ فقال یا بنی حارثۃ لقد دخلت علیکم مصیبۃ، قالوا ما ھی؟ قال نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن کراء الارض، قلنا یا رسول اللّٰہ اذا نکریھا بشیٔ	حضرت رافع بن اُسیدؓ نے اپنے باپ اُسیدؓ بن ظُہیر سے روایت کیا کہ وہ اپنی قوم بنی حارثہ میں پہنچے اور ان سے کہا کہ تم پر ایک مصیبت آگئی ہے انہوں نے پوچھا وہ کیا مصیبت ہے؟ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کراء الارض سے منع فرما دیا ہے، ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ تو

من الحب قال لا، قال و كنا نكريها بالتبن فقال لا، و كنا نكريها بما على الربيع الساقي قال لا، ازرعها او امنحها اخاك

(ص ۱۴۱ ـ ج ۲ ـ سنن النسائی)

پھر کیا ہم غلے کی کچھ مقدار کے عوض زمین دے سکتے ہیں؟ جواب ملا آپ نے فرمایا نہیں۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم بھوسے کے بدلے دیا کرتے تھے، فرمایا یہ بھی جائز نہیں، عرض کیا ہم نالیوں کے کنارے کی پیداوار کے عوض دیا کرتے تھے، فرمایا نہیں، خود کاشت کرو یا اپنے بھائی کو یونہی کاشت کے لئے دے دو۔

(۲) عن مجاهد عن اُسَيْد بن ظُهَير قال اتى علينا رافع بن خديج فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهاكم عن امر كان ينفعكم وطاعة رسول الله صلى الله عليه وسلم خير لكم مما ينفعكم نهاكم رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الحقل والحقل المزارعة بالثلث والربع فمن كان له ارض فاستغنى عنها فليمنحها اخاه او ليدع۔

(ص ۱۴۱ ـ ج ۲ ـ النسائی)

حضرت مجاہد نے روایت کیا حضرت اُسیدؓ بن ظہیر نے کہا کہ حضرت رافع بن خدیج ہمارے ہاں آئے اور کہا کہ رسول اللہ نے تمہیں ایک ایسے معاملے سے روک دیا ہے جو تمہارے لئے نفع مند تھا لیکن رسول اللہ کی طاعت تمہارے لئے تمام منافع سے بہتر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقل سے منع فرمایا۔ حقل سے مراد تہائی و چوتھائی پر مزارعت کا نام ہے۔ پس جس کے پاس زمین ہو اور اس کو اس کی ضرورت نہ ہو تو وہ اپنے بھائی کو یونہی مفت کاشت کے لئے دے دے یا پھر یونہی چھوڑ دے۔

حضرت اُسیدؓ بن ظہیر جو حضرت رافعؓ بن خدیج کے چچیرے بھائی اور صحابی ہیں ان کی پہلی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کے سامنے کراء الارض کی ممانعت کا اعلان فرمایا ان میں ایک حضرت اُسیدؓ بن ظہیر بھی تھے۔ اس اعلان کو سننے کے بعد کچھ حضرات نے کراء الارض کی بعض ایسی شکلوں کی وضاحت چاہی جو نصف، تہائی اور چوتھائی پیداوار والی شکلیں نہ تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی نفی فرمائی اور پھر مالک زمین کو حکم دیا کہ وہ خود کاشت کرے یا خود

نہ کرسکتا ہو تو اپنے بھائی کو بلا معاوضہ کاشت کے لئے دے دے، ظاہر ہے کہ اس سے معاوضے کی ہر شکل کی نفی ہوجاتی ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے حضرت اُسید بن ظُہیر نے اس ممانعت کو بنی حارثہ کے لئے مصیبت سے تعبیر کیا جو کراء الارض کا معاملہ کیا کرتے تھے۔ مطلب یہ کہ اگر کراء الارض کی صرف بعض شکلوں کی ممانعت ہوتی تو اس میں ان کے لئے مصیبت کی کوئی خاص بات نہ تھی، دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اُسید بن ظُہیر کو کراء الارض اور مزارعت کی ممانعت کا علم اپنے چچیرے بھائی رافع بن خدیج سے ہوا لیکن اس سے پہلی بات کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ یہ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے پہلے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سنا ہو اور پھر رافع بن خدیج سے بھی معلوم ہوا ہو۔ دراصل کراء الارض کی ممانعت کا حکم ایک انقلابی قسم کا حکم تھا جس سے وہ سب لوگ متاثر ہوئے جو مختلف شکلوں سے کراء الارض کا کاروبار کرتے چلے آرہے تھے۔ لہٰذا یہ عین ممکن ہے کہ وہ لوگ متفرق طور پر [illegible] علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے ہوں اور حقیقت حال معلوم کرنے کی کوشش کی ہو اور آپ نے متعدد مرتبہ قدرے مختلف الفاظ سے اس کی وضاحت فرمائی ہو کیونکہ ایسی صورت حال میں عموماً ایسا ہی ہوا کرتا ہے اور قانون سے متاثر ہونے والے قانون کی جزدی تفصیلات معلوم کیا کرتے ہیں۔

اب وہ احادیث و آثار ملاحظہ فرمایئے جو حضرت رافع بن خدیج سے مروی اور حدیث کی متفرق کتابوں میں مذکور ہیں۔

احادیث حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ

(۱) عن اُسید بن رافع قال، قال رافع بن خدیج نہاکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن امر کان لنا نافعا وطاعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انفع لنا، قال من کانت لہ ارض فلیزرعہا فان عجز عنہا	اُسید بن رافع نے روایت کرتے ہوئے کہا کہ ان کے باپ رافع بن خدیج نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ایک ایسے معاملے سے روک دیا ہے جو تمہارے لئے نفع بخش تھا لیکن رسول اللہ کی اطاعت ہمارے لئے زیادہ نفع مند

فلیزرعها اخاہ۔

(ص ۱۴۱۔ ج ۲۔ النسائی)

ہے آپؐ نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ خود اسے کاشت کرے اور اگر وہ اس سے عاجز ہو تو اپنے بھائی کو کاشت کے لئے دے دے۔

(۲) عن ابی النجاشی مولیٰ رافع بن خدیج قال سمعت رافع بن خدیج عن عمہ ظُھَیر بن رافع، قال ظُھَیر لقد نھانا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن امر کان بنا رافقا قلت ما قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فھو حق، قال دعانی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قال ما تصنعون بمحاقلکم قلت نواجرھا علی الربع او الربیع وعلی الاوسق من التمر والشعیر، قال لا تفعلوا، ازرعوھا او ازرعوھا او امسکوھا، قال رافع قلت سمعا وطاعۃ۔

(ص ۳۱۵۔ ج ۱۔ صحیح البخاری)

ابو النجاشی غلام رافع بن خدیج نے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج سے سنا، انہوں نے اپنے چچا ظہیر سے روایت کیا یہ کہ ظہیر نے کہا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں ایک ایسے معاملے سے روک دیا جو ہمارے لئے آسان و مفید تھا میں نے کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو بھی فرمایا حق ہے، انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بلایا اور پوچھا کہ تم اپنے کھیتوں کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہو میں نے عرض کیا ہم اجارے پر دیتے ہیں بعوض چوتھائی پیداوار یا نالیوں کے کنارے کی پیداوار کے اور چھوہاروں گیہوں اور جو کی متعین مقدار کے بدلے یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا ایسا مت کرو، خود کاشت کرو یا دوسرے کو کاشت کے لئے دے دو یا اپنے پاس روک رکھو، حضرت رافعؓ نے فرمایا ہم نے سنا اور مانا، یعنی حضور کا ارشاد سر آنکھوں پر۔

(۳) عن ابی النجاشی مولیٰ رافع بن خدیج قال قلت لرافع ان لی ارضا اکریھا فنھانی رافع وارا ہ قال لی ان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نھی عن کراءِ

ابو النجاشی مولیٰ رافع بن خدیج نے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے حضرت رافع سے عرض کیا کہ میری ایک زمین ہے میں اسے کرایے پر دے سکتا ہوں تو انہوں

الارض وقال اذا كانت لاحدكم
ارض فليزرعها اوليزرعها اخاه
فان لم يفعل فليدعها و لايكريها
بشيئ فقلت ارأيت ان تركتها و
لم ازرعها ولم اكرها بشيئ
فزرعها قوم فوهبوالي من ساتم
شيئًا اخذه قال لا ۔
(ص ۲۵۶ ۔ ج ۲ ۔ طحاوی)

نے اس سے منع کیا اور مجھ سے کہا کہ
رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کراء الارض
سے منع فرمایا ہے اور فرمایا جب تم میں
سے کسی کی زمین ہو تو وہ اسے خود کاشت
کرے یا اپنے بھائی کو کاشت کے لئے
دے دے اور اگر ایسا نہیں کرتا تو اسے
یونہی چھوڑ دے اور اس کو کسی شے کے
بدلے کرائے پر نہ دے ، اس پر
میں نے پوچھا کہ یہ بتلائیے کہ اگر میں اس زمین کو چھوڑ دوں نہ خود کاشت کروں اور
نہ کرائے پر دوں اور کچھ لوگ آ کر اسے کاشت کرلیں اور پھر وہ مجھے بطور ہدیہ اس
کی پیداوار میں سے کچھ دیں تو کیا میں لے سکتا ہوں ؟ حضرت رافع نے جواب دیا
کہ نہیں ۔

(۴) عن سليمان بن يسار عن رافع بن
خديج قال ، قال رسول الله صلى الله
عليه وسلّم من كانت له ارض فليزرعها
او يزرعها اخاه ولا يكريها بالثلث
والربع ولا بطعام مسمّى
(ص ۲۵۶ ۔ ج ۲ ۔ طحاوی)

سلیمان بن یسار سے حضرت رافع بن
خدیج نے روایت کرتے ہوئے کہا کہ
رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس
کے زمین ہو چاہیئے کہ وہ اسے خود کاشت
کرے یا اپنے بھائی کو کاشت کے لئے
دے دے ، تہائی ، چوتھائی پیداوار
یا غلّہ کی متعین مقدار کے بدلے کرایہ پر نہ دے

(۵) عن سليمان بن يسار عن رافع بن
خديج قال كنا نحاقل الارض
على عهد رسول الله صلى الله
عليه وسلّم فنكريها بالثلث
والربع والطعام المسمّى فجاء ناذات
يوم رجل من عمومتي فقال نهانا

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے
کہ حضرت رافع بن خدیج نے کہا کہ ہم عہد
رسالت میں زمین محاقلے پر دیا کرتے تھے
یعنی تہائی اور چوتھائی پیداوار اور غلّے
کی متعین مقدار کے بدلے کاشت کے
لئے دیتے تھے ، پس ایک دن میرے

رسول الله صلّی الله علیه وسلّم
عن امر کان لنا نافعا وطواعیة الله
ورسوله انفع لنا، نهانا ان نحاقل
بالارض فنکریها علی الثلث والربع
والطعام المسمّی وامر رب الارض
ان یزرعها او یُزرعها وکره
کراءها وسوی ذٰلك
(ص ۱۳۔ ج ۲۔ صحیح المسلم)

چچاؤں میں سے ایک آئے اور کہنے لگے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک
ایسے معاملے سے روک دیا ہے جو ہمارے
لئے نفع بخش تھا لیکن اللہ اور اس کے
رسولؐ کی اطاعت ہمارے لئے اس سے
زیادہ نفع بخش ہے آپؐ نے ہم کو زمین
محاقلے پر دینے سے منع فرمادیا ہے،
اس سے کہ ہم تہائی، چوتھائی اور غلّہ کی
مقررہ مقدار کے عوض زمین دوسرے کو کاشت کے لئے دیں اور زمین والے کو حکم
فرمایا ہے کہ وہ خود کاشت کرے یا دوسرے کو یونہی کاشت کے لئے دے اور اس
کے کرایہ دیگر معاوضے کو ناجائز ٹھہرایا

(۶) عن حنظلة الزرقی عن رافع بن خدیج
قال کنا اکثر اهل المدینة حقلا
وکان احدنا یکری ارضه فیقول
هٰذه القطعة لی وهٰذه لك فربما
اخرجت ذه ولم تخرج ذه فنهاهم
النبی صلّی الله علیه وسلّم
(ص ۳۱۳۔ ج ۱۔ صحیح البخاری)

حضرت حنظلۃ الزرقی سے روایت ہے
کہ حضرت رافع بن خدیج نے کہا کہ ہم اہلِ
مدینہ میں زیادہ کھیتوں والے تھے، ہم
میں سے ایک اپنی زمین دوسرے کو کاشت
کے لئے دیتا اور کہتا زمین کا یہ ٹکڑا میرے
لئے ہوگا اور یہ تیرے لئے، پھر کبھی ایسا
ہوتا کہ یہ قطعہ اگاتا اور یہ نہ اگاتا، پس
نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو منع فرمادیا۔

(۷) عن حنظلة بن قیس عن رافع بن
خدیج قال حدثنی عمای انهم
کانوا یکرون الارض علی عهد
رسول الله صلّی الله علیه وسلّم
بما ینبت علی الاربعاء او بشیٔ
یستثنیه صاحب الارض فنهانا

حضرت حنظلہ بن قیس نے روایت کیا
کہ حضرت رافع بن خدیج نے کہا کہ مجھ سے
میرے دو چچاؤں نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ
کے زمانہ میں زمین کرائے پر دیا کرتے
تھے بعوض اس پیداوار کے جو نالیوں
کے کنارے پر اگتی تھی یا ایسی شے کے

النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ذٰلك فقلت لرافع كيف هي بالدينار والدرهم فقال رافع ليس بها بأس بالدينار والدرهم۔

(ص ۳۱۵ ۔ ج ۱ ۔ صحیح البخاری)

(ص ۱۲۵ ۔ ج ۲ ۔ سنن النسائی)

جس کو مالک زمین اپنے لئے مستثنیٰ کر لیتا تھا۔ پس نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے ہم کو روک دیا۔ میں نے رافع سے پوچھا کہ دینار و درہم کے عوض زمین کرائے پر دی جا سکتی ہے تو انہوں نے جواب دیا درہم و دینار کے عوض کچھ حرج نہیں۔

(۸) عن حنظلة بن قيس قال سالت رافع بن خديج عن كراء الارض فقال نهى رسول اللّٰہ صلّی اللہ علیہ وسلم عنه، قلت بالذهب والورق فقال لا، انما نهى عنها بما تخرج الارض منها، فاما الذهب والفضة فلا بأس

(ص ۱۲۵ ۔ ج ۲ ۔ سنن النسائی)

حنظلہ بن قیس نے روایت کرتے ہوئے کہا میں نے حضرت رافع بن خدیج سے کراء الارض کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے منع کیا ہے میں نے کہا کہ کیا سونے چاندی کے عوض بھی روکا ہے۔ تو انہوں نے کہا نہیں صرف اس پیداوار سے روکا ہے جو زمین سے اگتی ہے، لیکن سونے اور چاندی میں کچھ مضائقہ نہیں ——

(۹) عن حنظلة بن قيس عن رافع بن خديج قال نهانا رسول الله صلّى الله عليه وسلّم عن كراء ارضنا ولم يكن يومئذ ذهب ولا فضة فكان الرجل يكري ارضه بما على الربيع والاقبال الجداول واشياء معلومة

(ص ۱۲۵ ۔ ج ۲ ۔ سنن النسائی)

حضرت حنظلہ بن قیس سے حضرت رافع بن خدیج نے روایت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منع فرمایا ہماری زمینوں کے کرائے سے اور اس وقت سونا اور چاندی نہیں تھے، پس ایک شخص اپنی زمین کرائے پر دیتا تھا اس پیداوار کے بدلے جو پانی کی نالیوں کے کنارے پر اگتی تھی اور کچھ دوسری متعین اشیاء کے بدلے

(۱۰) عن مجاهد عن رافع بن خديج قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلّم

مجاہد سے مروی ہے کہ حضرت رافع بن خدیج نے کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منع

ان تستأجر الارض بالدراهم المنقودة
او بالثلث او بالربع
(ص ۱۱۵ ۔ ج ۱۵ ۔ فتح الربانی بمسند احمد)

فرمایا ہے اس سے کہ زمین اجارے پر لی جائے نقد دراہم کے بدلے یا پیداوار کے تہائی یا چوتھائی کے بدلے۔

(۱۱) عن مجاهد قال حدث رافع بن خديج قال خرج الينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فنهانا عن امر كان لنا نافعًا فقال من كان له ارض فليزرعها او يمنحها او يذرها
(ص ۱۴۲ ۔ ج ۲ سنن النسائی۔)

مجاہد نے روایت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت رافع بن خدیج نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف نکلے اور ہم کو ایک ایسے معاملہ سے روکا جو ہمارے لئے مفید تھا اور فرمایا جس کی زمین ہو وہ اسے خود بوئے یا کسی کو بلا معاوضہ دے دے یا پھر اسے چھوڑ دے۔

(۱۲) عن سعيد بن المسيب عن رافع بن خديج قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المزابنة والمحاقلة و قال انما يزرع ثلاثة رجل له ارض فهو يزرعها و رجل منح ارضا فهو يزرع ما منح منها و رجل اكترى بذهب او فضة۔
(ص ۱۴۲ ۔ ج ۲ ۔ نسائی)
(ص ۲۵۶ ۔ ج ۲ ۔ معانی الآثار للطحاوی)

سعید بن المسیب سے حضرت رافع بن خدیج نے روایت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا، اور کہا رافع نے یا سعید نے کہا کاشت صرف تین آدمیوں کو کرنی چاہئے ایک اس کو جس کی اپنی زمین ہو دوم اس کو جسے زمین مفت کاشت کے لئے دی گئی ہو اور تیسرے اس کو جس نے زمین سونے چاندی یعنی نقدی کے عوض کرائے پر لی ہو۔

(۱۳) عن ابی سلمة عن رافع بن خديج ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن المحاقلة والمزابنة
(ص ۱۴۳ ۔ ج ۲ النسائی)

حضرت ابو سلمہ نے حضرت رافع بن خدیج سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

(۱۴) سألت القاسم بن محمد عن كراء الارض

میں نے قاسم بن محمد سے کراء الارض کے

فقال قال رافع بن خدیج ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن کراء الارض

(ص ۱۴۳۔ ج ۲۔ سنن النسائی)

کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ حضرت رافع بن خدیج نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کراء الارض سے منع فرمایا۔

(۱۵) عن عیسی بن سھل بن رافع بن خدیج قال انی یتیم فی حجر جدی رافع بن خدیج وبلغت رجلا وحججت معہ فجاء اخی عمران بن سھل بن رافع فقال یا ابتاہ! انہ قد اکترینا ارضنا فلانۃ بمائتی درھم، فقال یا بنی دع ذالک فان اللہ عزوجل سیجعل لکم رزقا غیرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد نھی عن کراء الارض

(ص ۱۴۷۔ ج ۲۔ سنن النسائی)

حضرت رافع بن خدیج کے پوتے عیسیٰ بن سہل نے کہا کہ میں یتیم بچہ تھا اپنے دادا رافع بن خدیج کی گود میں پلا بڑھا اور جوان ہوا اور ان کے ساتھ حج کیا، ایک موقع پر میرا بھائی عمران بن سہل آیا اور دادا کو بتلایا کہ ہم نے اپنی فلاں زمین دو سو درہم کے عوض کرائے پر دی ہے۔ دادا نے فرمایا بیٹے اس کو چھوڑ دو اللہ تمہیں دوسرے طریقہ سے رزق دے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کراء الارض سے روکا اور منع فرمایا ہے۔

(۱۶) عن ابن ابی نعم قال حدثنی رافع بن خدیج انہ زرع ارضا فمر بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یسقیھا فسالہ لمن الزرع ولمن الارض فقال زرعی ببذری وعملی لی الشطر ولبنی فلان الشطر فقال اربیت، فرد الارض علی اھلھا و خذ نفقتک

(ص ۱۲۷۔ ج ۲ سنن ابی داؤد)
(ص ۲۵۶۔ ج ۲ طحاوی)

ابن ابی نعم کی روایت ہے کہ مجھ سے حضرت رافع بن خدیج نے بیان کیا کہ اس نے ایک زمین کاشت کی تھی۔ ایک دن وہاں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا جبکہ وہ اس کو پانی دے رہا تھا، حضور نے پوچھا کھیتی کس کی ہے اور زمین کس کی؟ میں نے عرض کیا کھیتی میری ہے جو میرے بیج اور عمل کا نتیجہ ہے۔ نصف پیداوار میرے لئے ہوگی اور نصف بنی فلاں کے لئے۔ اس پر آپ نے فرمایا تم ربو میں

پڑے، زمین اس کے مالکوں کو دے دو اور ان سے اپنا خرچہ لے لو۔

(۱۷) عن نافع ان ابن عمرؓ کان یأجر الارض قال فنبئ حدیثا عن رافعؓ بن خدیج قال فانطلق بی معه الیه قال فذکر عن بعض عمومته ذکر فیه عن النبی صلّی اللّٰہ علیه وسلّم انه نهی عن کراء الارض قال فترکه ابن عمرؓ فلم یأجره (ص ۱۳ - ج ۲ - صحیح المسلم)

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کرائے پر زمین دیا کرتے تھے پھر ان کو رافع بن خدیج کی حدیث کی خبر ملی، مجھے ساتھ لے کر ان کے پاس گئے۔ انہوں نے اپنے بعض چچاؤں کے حوالے سے حدیث بیان کی اور اس میں نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے کراء الارض کی نہی کا ذکر کیا۔ چنانچہ حدیث سننے کے بعد ابن عمرؓ نے کراء الارض کو ترک کر دیا اور پھر کبھی زمین اجارے پر نہ دی۔

مزارعت اور کراء الارض سے متعلق حدیث کی مختلف کتابوں میں حضرت رافع بن خدیج کی نسبت سے جو مختلف روایات بیان ہوئی ہیں ان میں سے میں نے سترہ روایات منتخب کی ہیں جن میں تقریباً وہ سب باتیں آگئی ہیں جو حضرت رافع بن خدیج کے حوالہ سے کہی گئی ہیں، ان روایات کے متون میں جو اختلاف ہے اس پر تبصرہ کرنے سے پہلے ایک اصولی بات عرض کر دینا مفید و مناسب سمجھتا ہوں جس سے اس قسم کے اختلاف کو سمجھنے اور سلجھانے میں مدد مل سکتی ہے۔

اور وہ اصولی بات یہ کہ محدثین کے نزدیک یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے احادیث رسولؐ کے روایت اور بیان کرنے میں الفاظ کی پابندی سے زیادہ ان کے مفہوم و مطلب کی پابندی کا لحاظ رکھا جب کہ اس کے بالمقابل آیات قرآنی کے بیان میں انہوں نے الفاظ کی پابندی کا انتہائی طور پر اہتمام کیا یہاں تک کہ زیر و زبر تک کا فرق نہ آنے دیا۔ ایسی مثالیں بکثرت ہیں کہ صحابۂ کرام کی ایک جماعت نے ایک ہی مجلس میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ایک حدیث سنی لیکن جب دوسروں کے سامنے وہ حدیث روایت کی تو عموماً ان کے الفاظ میں کچھ نہ کچھ اختلاف ضرور رونما ہوا کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ منشائے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم ان الفاظ کا من و عن یاد رکھنا نہیں بلکہ اس مفہوم و مطلب اور شرعی حکم کا یاد رکھنا ہے جو ان سے

الفاظ کے ذریعے بیان فرمایا گیا، اسی طرح پھر یہ بھی ہوا کہ کسی نے وہ حدیث از اوّل تا آخر پوری کی پوری بیان کر دی جس میں متعدد امور کا ذکر تھا اور کسی نے محل و موقعہ کی مناسبت سے اس کا ایک ٹکڑا بیان کیا اور دوسرا چھوڑ دیا، نیز یہ بھی ہوا کہ کسی نے حدیث کے اصل الفاظ یا اس کے مفہوم و مطلب کے ساتھ وہ صورت حال بھی بیان کر دی جس سے اس حدیث کا تعلق تھا یا جو اس حدیث کا ظاہری سبب و محرک تھی اور کسی نے صرف حدیث بیان کر دی اور اس واقعہ کا ذکر نہ کیا جس سے اس حدیث کا ظاہری تعلق تھا، اسی طرح یہ بھی ہوا کہ بعض نے حدیث کے اصل الفاظ کی بجائے اس سے جو مفہوم و مطلب اور شرعی حکم سمجھا صرف اس کو بیان کر دیا اور بعض نے اپنے سمجھے ہوئے مفہوم و مطلب کے ساتھ حدیث کے الفاظ بھی پورے یا ادھورے بیان کر دیئے۔

پھر آگے صحابہ کرامؓ سے تابعین نے جو احادیث سنیں انہوں نے بھی ان کے بیان و روایت میں صحابہ کرامؓ کے الفاظ کی من و عن پابندی نہیں کی۔ مثلاً ایک ہی حدیث ایک صحابی سے دس تابعین نے سنی۔ لیکن جب دوسروں سے بیان کی تو ان کے الفاظ ایک دوسرے سے ضرور کچھ نہ کچھ مختلف رہے گویا ان کی توجہ بھی زیادہ تر مفہوم و مطلب کی طرف رہی الفاظ کے تغیر و تبدّل کو انہوں نے کوئی خاص اہمیت نہ دی، اسی طرح انہوں نے بھی اپنی سنی ہوئی حدیث بعض دفعہ پوری کی پوری اور بعض مواقع پر اس کا کچھ حصّہ بیان کرنے پر اکتفاء کیا اور بعض دفعہ اس حدیث سے سمجھا ہوا صرف مطلب بیان کر دیا۔ علیٰ ہٰذا القیاس تابعین کے بعد تبع تابعین وغیرہ کا بھی یہی وطیرہ اور یہی رویہ رہا، اس کا نتیجہ یہ کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک ہی حدیث مؤلفین صحاح ستّہ وغیرہا تک پہنچتے پہنچتے مختلف اسناد و طرق اور اور مختلف الفاظ متون کی وجہ سے کثیر التعداد احادیث کی صورت اختیار کر گئی۔

اس اصولی بات اور حقیقت واقعہ کو سامنے رکھتے ہوئے اس اختلاف پر نظر ڈالی جائے جو حضرت رافع بن خدیج سے منسوب مذکورہ روایات میں پایا جاتا ہے تو کوئی خاص الجھن باقی نہیں رہتی اور حقیقت حال واضح ہو جاتی ہے۔

حضرت رافع بن خدیج کی مذکورہ احادیث و روایات پر غور و فکر کے بعد کچھ

ایسا سمجھ میں آتا ہے کہ حضرت رافع کو سب سے پہلے نہی محاقلہ و مزارعہ کا علم اپنے چچا حضرت ظُہیر کی بیان کردہ حدیث سے ہوا جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور پھر اپنے خاندان بنی حارثہ میں جا کر بیان کی، حضرت رافع بن خدیج کی اکثر روایات میں اس کا اجمال و تفصیل کے ساتھ ذکر ہے۔ وہ حدیث بعض کتابوں میں بایں الفاظ ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی بنی حارثۃ فرأی زرعا فی ارض ظُہَیر فقال ما احسن زرع ظُہَیر، قالوا لیس لظُہَیر، قال الیس ارض ظُہَیر قالوا بلی و لکنہ زرع فلان، قال فخذوا زرعکم وَ رُدّوا علیہ النفقۃ

(ص ۱۲۶۔ ج ۲۔ ابوداؤد)

(ص ۱۴۷۔ ج ۲۔ نسائی)

حضرت رافع نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محلہ بنی حارثہ کی طرف تشریف لائے اور ظہیر کی زمین میں لہلہاتی کھیتی دیکھ کر فرمایا کیا ہی عمدہ کھیتی ہے ظُہیر کی، لوگوں نے عرض کیا یہ ظُہیر کی کھیتی نہیں، آپؐ نے فرمایا کیا یہ زمین ظہیر کی نہیں۔ لوگوں نے بتلایا کہ زمین تو ظہیر کی ہے لیکن اسے کاشت فلاں شخص نے کیا ہے آپؐ نے فرمایا اپنی کھیتی لے لو اور مزارع کو اس کا خرچہ دے دو۔

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ یہ معلوم ہونے کے بعد کہ حضرت ظُہیر نے زمین کرائے اور مزارعت پر دے رکھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلوایا اور پوچھا " ما تصنعون بمحاقلکم؟ " تم لوگ اپنے کھیتوں کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا " نؤاجرھا علی الربع وعلی الاوسق من التمر والشعیر " ہم ان کو چوتھائی پیداوار اور پیمانے کے لحاظ سے چھوہاروں یا گیہوں اور جَو کی متعین مقدار کے عوض اجارے و کرائے پر دیتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " لا تفعلوا ازرعوھا او أزرعوھا او امسکوھا " ایسا مت کرو بلکہ ان کو خود کاشت کرو یا دوسرے کو یونہی کاشت کے لئے دے دو یا پھر بغیر کاشت کے اپنے پاس روک رکھو اور ایک دوسری روایت میں کہ حضرت ظُہیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جب واپس اپنے خاندان میں آئے تو پہلے یہ کہا کہ آج تم پر ایک مصیبت

اپڑی ہے۔ ان کے پوچھنے پر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کراء الارض کی ہر شکل سے منع کر دیا ہے اور فرمایا ہے " ازرعها او امنحها اخاك " خود کاشت کرو یا اپنے بھائی کو مفت کاشت کے لئے دے دو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنے خاندان والوں سے کہا:

نهانا ان نحاقل بالارض فنكريها	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں زمین
على الثلث والربع والطعام المسمّى	کے محاقلے سے روک دیا یعنی اس سے کہ
وامر رب الارض ان يزرعها او	ہم زمین کرائے پر دیں تہائی، چوتھائی پیداوار
يزرعها وكره كراءها و	اور غلے کی متعین مقدار کے بدلے اور
ما سوى ذلك	حکم فرمایا کہ زمین کا مالک اسے خود کاشت

کرے یا کسی کو یونہی کاشت کے لئے دے دے اور اس کے کرائے اور دیگر ہر معاوضے کو ناجائز و ممنوع ٹھہرایا۔

اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت رافع بن خدیج کی بعض احادیث میں کراء الارض کی جن دوسری شکلوں کا ذکر اور ان کی ممانعت کا بیان ہے وہ شکلیں بھی حضرت ظُہیر ہی نے بیان فرمائی ہوں اور حضرت رافع بن خدیج کو ان کی ممانعت کا علم بھی حضرت ظُہیر ہی کے ذریعے ہوا ہو کیونکہ قرین قیاس یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ظُہیر سے یہ دریافت فرمایا کہ تم لوگ اپنے کھیتوں کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہو تو اس کے جواب میں حضرت ظُہیر نے کراء الارض کی وہ تمام شکلیں عرض کی ہوں گی جو مدینہ میں رائج چلی آرہی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کی نہی فرمائی ہو گی، اور پھر حضرت ظُہیر نے پوری تفصیل کے ساتھ کراء الارض کی ان تمام شکلوں اور ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہی کا ذکر فرمایا ہو گا اور حضرت رافع بن خدیج نے اپنے چچا حضرت ظُہیر کی بیان کردہ حدیث پر ایسا یقین کیا ہو کہ گویا انہوں نے خود اپنے کانوں سے وہ سُنی ہے۔ لہٰذا وہ وقتاً فوقتاً اس کے مختلف اجزاء اس طرح بیان کرتے رہے ہوں کہ گویا انہوں نے مختلف اوقات میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست وہ متعدد احادیث سنی ہیں۔ البتہ ان میں بعض احادیث ایسی ہیں جن کا حضرت رافع بن خدیج سے براہ راست تعلق ہے اور جو

انہوں نے بلا واسطہ طور پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سنی ہیں، اس اجمال کی تفصیل اس تبصرہ میں آجائے گی جو میں مذکورہ بالا سترہ احادیث پر نمبر وار کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی حدیث جو حضرت رافع بن خدیج کے صاحبزادے حضرت اُسید بن رافع سے مروی ہے اس میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا وہی ارشادِ گرامی ہے جو مالکان اراضی کے لئے قانونی ضابطے کی حیثیت رکھتا اور جسے دوسرے کئی صحابۂ کرامؓ نے بھی نقل فرمایا ہے اور جس سے بلا استثناء کراء الارض اور مزارعت کی ہر شکل کا ناجائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔

دوسری اور تیسری حدیث جن کے راوی حضرت رافعؓ بن خدیج کے مولیٰ (آزاد شدہ غلام) ہیں جن کا ان سے قریبی تعلق رہا ہے، ان دونوں حدیثوں میں نہایت واضح طور پر اسی قانونی ضابطے کا بیان ہے جو ہر مالک زمین سے تعلق رکھتا اور جو کراء الارض و مزارعت کی ہر شکل کے عدم جواز پر قطعی الدلالۃ ہے۔

چوتھی اور پانچویں حدیثیں جن کے روایت کرنے والے حضرت سلیمان بن یسار ہیں، ان دونوں حدیثوں سے مزارعت اور کراء الارض کی ہر شکل کا ممنوع و ناجائز ہونا ظاہر ہوتا ہے اور کسی شکل کے استثناء کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی۔

چھٹی، ساتویں، آٹھویں اور نویں احادیث کے راوی حضرت رافعؓ بن خدیج سے حضرت حنظلہ بن قیس ہیں اور ان کی دو روایات بلحاظ الفاظِ متن دوسرے راویوں سے مختلف ہیں۔ یعنی چھٹی اور ساتویں حدیث میں کراء الارض کی دو خاص جزوی شکلوں کا ذکر اور ان کی ممانعت کا بیان ہے لیکن ان میں وہ الفاظ مذکور نہیں جن کے ساتھ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ممانعت فرمائی بلکہ حضرت رافعؓ بن خدیج نے اپنے الفاظ سے وہ شرعی حکم بیان فرمایا ہے جو انہوں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادِ گرامی سے سمجھا، اگر وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اصل الفاظ بھی ذکر کر دیتے تو یہ سمجھنا آسان ہو جاتا کہ نہی، اس خاص شکل کے ساتھ مخصوص ہے یا کراء الارض کی سب شکلوں کے ساتھ عام ہے۔ اگرچہ انہی حضرت رافعؓ بن خدیج کی بعض دوسری احادیث میں نہی کے ذکر کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وہ الفاظ بھی مذکور ہیں

جو نہی پر دلالت کرتے ہیں جیسے پہلی، دوسری، تیسری، پانچویں اور گیارہویں حدیث کہ ان میں نہی کے ذکر کے بعد یہ الفاظ ہیں:-

۱۔ قال من کانت لہ ارض فلیزرعہا فان عجز عنہا فلیزرعہا اخاہ"

۲۔ "قال لا تفعلوا ازرعوھا او ازرعوھا او امسکوھا"

۳۔ "قال اذا کانت لاحدکم ارض فلیزرعہا او لیزرعہا اخاہ فان لم یفعل فلیدعہا ولا یکریہا بشئی"

۵۔ کامور رب الارض ان یزرعہا او یزرعہا وکرہ کراءھا وسوی ذٰلک"

۱۱۔ فقال من کان لہ ارض فلیزرعہا او یمنحہا او یذرھا"

بلکہ زیادہ صحیح اور قرین قیاس یہ ہے کہ زیر بحث حنظلہ بن قیاس کی بعض روایات میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ضرور موجود ہوں گے لیکن حنظلہ بن قیس یا ان سے نیچے کے کسی راوی نے بغرض اختصار یا کسی دوسری مصلحت سے ان کو ذکر نہیں کیا، بہر حال کراء الارض کی کسی خاص تشکل کی نہی سے یہ کسی طرح لازم نہیں آتا کہ اس کے سوا کراء الارض کی باقی سب شکلیں مشروع اور جائز ہیں۔ پھر جبکہ دوسری احادیث میں کراء الارض کی تمام شکلوں کی صریح ممانعت بھی مذکور ہے، اور پھر حنظلہ بن قیس کی بعض روایتوں میں اس قسم کے جو الفاظ ہیں کہ "اس وقت کراء الارض کی صرف یہی شکل رائج تھی جس میں مالک زمین ایک حصۂ زمین کی پیداوار اپنے لئے اور دوسرے حصے کی پیداوار مزارع کے لئے مخصوص کر لیتا تھا۔ گویا پیداوار کے نسبتی حصہ مثلاً نصف، تہائی اور چوتھائی پر زمین دینے لینے کا رواج نہ تھا" دوسری بکثرت احادیث سے جو صحابۂ کرام کی ایک جماعت سے مروی بلکہ خود حضرت رافعؓ بن خدیج کی بعض احادیث سے بھی جن کے راوی حضرت حنظلہ کے علاوہ بہت سے راوی ہیں اس کی صاف طور پر تغلیط و تردید ہوتی ہے کیونکہ ان کے اندر نہایت واضح طور پر یہ بیان ہے کہ پیداوار کے نصف، تہائی اور چوتھائی حصہ پر کراء الارض و مزارعت کا رواج تھا ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صراحت کے ساتھ اس سے منع نہ فرماتے کیونکہ جو چیز موجود ہی نہ ہو اس سے منع کرنے کا کیا فائدہ۔

حنظلہ بن قیس کی مذکورہ احادیث میں سے حدیث نمبر آٹھ سے صاف ظاہر ہے کہ کراء الارض کی ایسی کوئی شکل جائز نہیں جس کا تعلق پیداوار کے نسبتی یا غیر نسبتی حصّہ سے ہو کیونکہ اس میں بقول حنظلہ بن قیس صرف ایک شکل ممانعت سے مستثنیٰ قرار پاتی ہے جو سونے چاندی اور درہم و دینار کے بدلے میں ہو، اور حدیث نمبر نو میں پہلے مطلق کراء الارض کی ممانعت کا بیان ہے اور آخر میں کراء الارض کی مروجہ شکلوں میں سے ایک شکل کا ذکر ہے اور درمیان میں یہ جو جملہ ہے کہ "ولم یکن یومئذٍ ذھب ولا فضۃ" اور اس وقت سونا اور چاندی نہ تھے، یہ جملہ دراصل ایک سوال کا جواب ہے جو حضرت رافع بن خدیج سے پوچھا گیا، سوال جیسا کہ دوسری روایات میں ہے یہ کہ "کیف ھی بالدینار والدرھم" دینار و درہم اور سونے چاندی کے عوض کراء الارض کا کیا حکم ہے، جائز ہے یا ناجائز؟ اس حدیث کے مطابق جواب یہ دیا گیا کہ اس وقت نہ سونا موجود تھا اور نہ چاندی تھی۔ چونکہ یہ بات بظاہر غلط ہے کیونکہ اس وقت دینار اور درہم اور سونا چاندی موجود تھے لہٰذا شارحین نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اس وقت سونے چاندی کے عوض کراء الارض کا وجود نہ تھا۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا۔ اس سے پہلے دو حدیثوں میں جو جواب نقل کیا گیا ہے وہ یہ کہ اس میں کچھ حرج و مضائقہ نہیں۔ اس جواب کے متعلق محدثین نے لکھا ہے کہ اگر یہ جواب نقل کے لحاظ سے درست ہے تو یہ محض حضرت رافع بن خدیج کی رائے ہے جس کے خلاف خود ان کی دوسری رائے بھی ان کی نسبت سے بیان کی ہوئی بعض دوسری روایات میں ملتی ہے۔ مثلاً اس کے بعد حدیث نمبر دس اور پندرہ میں دوسری رائے مذکور ہے، حدیث نمبر دس جو حضرت مجاہد سے مروی ہے اس میں صاف مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقد دراہم کے عوض اور تہائی و چوتھائی پیداوار کے بدلے زمین کے اجارے و کرائے سے منع فرمایا، حضرت مجاہد سے مروی حدیث نمبر گیارہ میں بھی اس جامع مانع قانونی ضابطے کا بیان ہے جو مالک زمین کو پابند کر دیتا ہے کہ وہ اپنی زمین کو خود آباد کرے اور خود نہیں کر سکتا تو دوسرے کو بطور احسان مفت

کاشت کے لئے دے دے یا پھر یونہی چھوڑ دے، لہٰذا اس سے کراء الارض اور مزارعت کی ہر شکل کا ممنوع ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲ میں حضرت سعید بن مسیّب نے حضرت رافع بن خدیج کی دو باتیں نقل کی ہیں ایک بات جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حوالے سے کہی گئی ہے یہ کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے محاقلہ کو ممنوع ٹھہرایا اور اس سے روکا ہے اور دوسری بات جو حضرت رافع بن خدیج نے اِنّمَا کلمۂ حصر کے ساتھ کہی ہے یہ کہ زمین کی کاشت صرف تین ہی شخص کر سکتے ہیں: ایک وہ جو مالک ہو، دوسرا وہ جسے کسی نے زمین بطورِ منحہ مفت کاشت کے لیے دی ہو اور تیسرا وہ جس نے سونے چاندی کے عوض زمین کرائے پر لی ہو۔ ظاہر ہے کہ اس حدیث سے بھی کراء الارض کی ہر اس شکل کی ممانعت ثابت ہوتی ہے جس کا تعلق پیداوار زمین کے کسی نسبتی حصے یا متعین مقدار سے ہو۔ لیکن جہاں تک سونے چاندی کے عوض کراء الارض کا تعلق ہے جیسا کہ کچھ پہلے عرض کیا گیا اس کے جواز سے متعلق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کوئی صحیح حدیث موجود نہیں بلکہ یہ حضرت رافع بن خدیج کی اجتہادی رائے ہے جس کے خلاف بعض روایات میں ان کی دوسری رائے بھی مذکور ہے، میں نے جو یہ کہا کہ اس کے جواز سے متعلق کوئی صحیح حدیث موجود نہیں تو اس کا مطلب یہ کہ سنن ابی داؤد اور سنن النسائی وغیرہ میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی اس بارے میں جو حدیث ہے اور جس کے راوی حضرت سعید بن مسیّب ہیں اور جو میں نے پیچھے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی احادیث میں نقل کی ہے محدثین کے لکھنے کے مطابق چونکہ اس کی ایک سند میں محمد بن عبدالرحمٰن بن لبیبہ اور دوسری سند میں عبدالملک بن حبیب الاندلسی ہیں جو غیر ثقہ اور حد درجہ ضعیف اور ناقابلِ اعتماد ہیں۔ لہٰذا محدثین کرام کے نزدیک وہ حدیث ضعیف اور ناقابلِ استدلال ہے اس کی کچھ مزید تفصیل آگے کسی موقعہ پر پیش کی جائے گی۔

حدیث نمبر تیرہ کے راوی حضرت رافع بن خدیج سے حضرت ابوسلمہ ہیں۔ اس میں بھی حدیث نمبر بارہ کی طرح محاقلہ کی نہی کا بیان ہے جس کے معنی مزارعت و مخابرت کے ہیں جیسا کہ پیچھے گزر چکا۔

حدیث نمبر چودہ کے راوی حضرت قاسم بن محمد ہیں انہوں نے کہا حضرت رافع بن خدیج کے حوالے سے بتلایا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے مطلق کراء الارض سے منع فرمایا۔

حدیث نمبر پندرہ حضرت رافع بن خدیج کے پوتے عیسیٰ بن سہل نے روائت کی ہے جو بچپن میں ہی اپنے والد کی موت کے بعد اپنے دادا حضرت رافع بن خدیج کی پرورش و نگہداشت میں رہے اور انہی کی سرپرستی میں پلے بڑھے اور جوان ہوئے اور ان کی معیّت و رفاقت میں حج بھی کیا، انہوں نے بتلایا کہ ایک دن میرا بھائی عمران دادا کیخدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا دادا جان ہم نے اپنی فلاں زمین دو سو درہم کے عوض کرائے و اجارے پر دی ہے، انہوں نے سن کر فرمایا بیٹے اس کو چھوڑ دو اللہ تمہارے لئے اس کے سوا کسی اور طریقہ سے رزق کا بند و بست کرے گا، کیونکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کراء الارض سے روکا اور منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ اگر پہلے حضرت رافع بن خدیج کی یہ رائے تھی بھی کہ نقد کے عوض زمین کو کرائے پر دینا جائز ہے تو آخر میں وہ بدل گئی کیونکہ اس حدیث کا تعلق ان کی بڑھاپے کی عمر سے ہے۔

حدیث نمبر سولہ کے راوی حضرت رافعؓ بن خدیج سے حضرت ابن ابی نعمؒ ہیں اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے زمین کو کاشت کے لئے پیداوار کے ایک حصّے مثلاً نصف نصف پر لینا دینا ربو کی طرح کا حرام معاملہ ہے، اس حدیث پر پہلے بھی بعض جگہ بحث ہو چکی ہے۔

حدیث نمبر سترہ کے راوی حضرت نافع ہیں انہوں نے یہ حدیث حضرت رافعؓ بن خدیج سے اس وقت سنی جب وہ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کے ساتھ حضرت رافعؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کے دریافت فرمانے پر انہوں نے اپنے بعض چچاؤں کے حوالے سے بیان فرمائی اور جسے سُن کر حضرت ابن عمرؓ کو وثوق و اعتماد ہو گیا اور انہوں نے اس مخابرے اور اجارے کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا جو وہ کرتے چلے آرہے تھے۔

واضح رہے کہ میں نے حضرت رافعؓ بن خدیج کی احادیث کو گیارہ تابعینؒ

کی روائت اور متعدد طُرق و اسانید سے اس لئے نقل کیا اور پھر ان پر قدرے تفصیل کے ساتھ اس وجہ سے بحث کی ہے کہ جو حضرات مزارعت کے عدم جواز کے قائل ہیں وہ عموماً حضرت رافعؓ بن خدیج کی احادیث سے استدلال کرتے ہیں جبکہ وہ حضرات جو جواز کے قائل ہیں حضرت رافع کی احادیث کو یہ کہہ کر رد کر دیتے ہیں کہ ان کے اندر شدید اختلاف اور اضطراب پایا جاتا ہے، حالانکہ کھلے ذہن اور غور سے دیکھا جائے تو اصل مطلب کے لحاظ سے ان کے درمیان کوئی اختلاف اور اضطراب نہیں بلکہ سب اس پر متفق و متحد ہیں کہ پیداوار زمین کے ایک حصّے پر کراء الارض اور مزارعت کا معاملہ ممنوع و ناجائز ہے ان کے درمیان جو اختلاف ہے وہ یا تو اجمال و تفصیل کا ہے جو مضر نہیں یا پھر سونے چاندی اور دراہم و دنانیر کے عوض کراء الارض سے متعلق ہے بعض روایات سے اس کا جواز ظاہر ہوتا ہے اور بعض سے عدم جواز، اور یہ اختلاف بلاشبہ ایک مضر اختلاف ہے جسے سلجھانا اور دور کرنا ضروری ہے۔

بہرحال مزارعت کے عدم جواز سے متعلق حضرت رافعؓ بن خدیج کی حدیث کو محدثین نے صحیح اور قابلِ استدلال تسلیم کیا ہے۔ مثلاً علامہ بیہقی سنن الکبریٰ میں لکھتے ہیں:

وحدیث رافع بن خدیج حدیث ثابت وفیہ دلیل علی نہیہ عن المعاملۃ علیہا ببعض مایخرج منہا الآانہ اسندہ عن بعض عمومتہ مرۃ وارسلہ اخری واستقصی فی روایتہ مرۃ و اختصرہا اخری، وتابعہ علی روایتہ جابر بن عبد اللہ وغیرہ کما قدمنا ذکرہ (ص۱۳۶ ج ۶)	اور حضرت رافع کی حدیث ایک مسلم الثبوت حدیث ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ زمین کو پیداوار کے ایک حصہ پر دینے کا معاملہ ممنوع ہے، اس حدیث میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انہوں نے کبھی یہ اپنے بعض چچاؤں کے واسطے سے بیان کی اور کبھی بلاواسطہ، اسی طرح کبھی انہوں نے پوری کی پوری بیان فرمائی اور کبھی اختصار کے ساتھ اور حضرت جابرؓ اور دوسرے صحابہؓ

کی احادیث میں اس کی موافقت و تائید موجود ہے۔

اور پھر تعجب یہ ہے کہ جو حضرات، حضرت رافع بن خدیج کی احادیث کو ناقابل اعتماد ٹھہراتے ہیں وہی نقد پر زمین کے اجارہ کے جواز میں ان کی انہی احادیث سے استدلال بھی کرتے ہیں۔

مزارعت اور مرفوع احادیث کے زیر عنوان ہم نے حدیث کی مختلف کتابوں سے جو احادیث نقل کی ہیں وہ مندرج ذیل چودہ صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ، حضرت زیدؓ بن ثابت، حضرت ابو ہریرۃؓ، حضرت ابو سعیدؓ الخدری، حضرت انسؓ بن مالک، حضرت ثابتؓ بن ضحاک، حضرت عائشہؓ صدیقہ، حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت مسورؓ بن مخرمہ، حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ، حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ، حضرت اُسیدؓ بن ظہیر، حضرت رافعؓ بن خدیج۔

اور پھر ان احادیث کے نقل کرنے میں اس کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ ہر صحابیؓ سے جن مختلف اور متعدد تابعینؒ حضرات نے ان احادیث کو روایت کیا ہے ان سب کی روایات اختلافِ الفاظ کے ساتھ سامنے آجائیں چنانچہ اس طرح پچاس سے زیادہ ایسی روایات جمع ہو گئی ہیں جو مرفوع احادیث کی تعریف میں آتی ہیں۔

ان روایات کے پورے مجموعے پر خالی الذہن ہو کر نظر ڈالی جائے تو جو حقیقت نکھر کر سامنے آتی ہے وہ یہ کہ مدینہ منورہ میں مزارعت، مخابرت، محاقلت اور کراء الارض کی مختلف اور متعدد شکلیں رائج چلی آرہی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب شکلوں سے مسلمانوں کو منع فرمایا اور نہایت واضح اور قطعی الفاظ میں حکم دیا کہ جس کی ملکیت میں زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے، اگر کسی وجہ سے خود کاشت نہیں کر سکتا تو پھر اپنے مسلمان بھائی کو یونہی بلا معاوضہ کاشت کے لئے دے دے اور اگر ایسا بھی نہیں کرتا تو پھر اس زمین کو بلا کاشت رہنے دے۔ مطلب یہ کہ ایک مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ایک مسلمان سے مزارعت و مخابرت کا معاملہ کرے، البتہ اسلامی حکومت اپنی غیر مسلم ذمی رعایا سے بیت المال کے لئے اس قسم کا معاملہ کر سکتی ہے جو در اصل ایک طرح کا سیاسی

معاملہ اور اجتماعی مفاد کے لئے ہوتاہے اور یہ کہ ان پچاس سے زائد روایات میں کوئی ایک روائت بھی ایسی نہیں جس کے متن سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ یہ معاملہ مسلمانوں کے مابین بغیر کسی کراہت کے جائز ہے اور اس پر عمل کرنا اور اسے قائم اور جاری رکھنا نیک کام اور موجب اجر و ثواب ہے جبکہ اس کے برخلاف بعض روایات میں ایسے الفاظ مذکور ہیں جو اس کے برے اور موجب سزا و عذاب ہونے پر دلالت کرتے ہیں ان الفاظ سے میری مراد، بعض روایات میں اس کو ربٰو کہنا اور اسے نہ چھوڑنے والے کے لئے وہی وعید اور تہدید ہونا جو قرآن مجید میں ربٰو کو نہ چھوڑنے والوں کے لئے ہے یعنی اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرنا اور لڑنا، پھر یہ الفاظ اس پر بھی دلالت کرتے ہیں کہ مخابرت و مزارعت کی ممانعت، اخلاقی نوعیت کی نہیں بلکہ قانونی نوعیت کی ہے جس کی پابندی پر حکومت، مسلمان رعایا کو مجبور کرسکتی ہے گویا یہ معاملہ ان معاملات میں سے ہے جو ظلم و حق تلفی پر مبنی اور عدل و قسط کے منافی ہیں۔

اسی طرح مذکورہ روایات کو بغور پڑھا اور دیکھا جائے تو ان کے درمیان کہیں کوئی تعارض نظر نہیں آتا یعنی ایسا نہیں کہ بعض روایات صریح طور پر مزارعت کو جائز بتلاتی ہوں اور بعض اس کو ناجائز ظاہر کرتی ہوں کیونکہ ان میں سے کسی روائت کے اندر ایسے الفاظ مذکور نہیں جو صراحت کے ساتھ مزارعت کے جواز پر دلالت کرتے اور یہ بتلاتے ہوں کہ دو آزاد مسلمانوں کے درمیان یہ معاملہ بلا کسی کراہت کے جائز ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ معاملۂ خیبر سے متعلق جو احادیث ہیں وہ صریح طور پر معاملۂ مزارعت کے جواز پر دلالت کرتی ہیں تو اس کا جواب یہ کہ جیسا کہ پیچھے تفصیل کے ساتھ عرض کیا گیا کہ معاملۂ خیبر، مزارعت کا معاملہ ہی نہیں بلکہ وہ سیاسی نوعیت کا خراج مقاسمت کا معاملہ ہے اور اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ تسلیم کرلیا جائے کہ معاملۂ خیبر مزارعت کا معاملہ تھا تو چونکہ ظاہر ہے کہ وہ دو آزاد مسلمانوں کے درمیان نہ تھا بلکہ اسلامی حکومت کے سربراہ اور غیر مسلم ذمیوں کے درمیان تھا لہٰذا جن احادیث میں معاملۂ خیبر کا ذکر ہے وہ ان احادیث سے کسی طرح متعارض نہیں

جن میں دو آزاد مسلمانوں کے درمیان مزارعت کے عدم جواز کا ذکر ہے کیونکہ تعارض کے لئے ضروری ہے کہ ایک حدیث سے جس چیز کا اثبات ہو رہا ہو دوسری حدیث سے بعینہٖ اسی چیز کی نفی ہو رہی ہو، اور یہاں اثبات اور نفی کا تعلق دو مختلف چیزوں سے ہے لہٰذا تعارض نہیں پایا جاتا۔

اسی طرح اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی وہ حدیث بھی مزارعت کے جواز پر دلالت کرتی ہے جس کے واحد راوی حضرت طاؤس ہیں اور جس کا مضمون یہ ہے کہ تم میں سے ایک کا اپنی زمین اپنے بھائی کو کاشت کے لئے مفت دے دینا خیر و بہتر ہے بمقابلہ اس کے کہ وہ اس سے کچھ معاوضہ وصول کرے۔ تو اس کا جواب یہ کہ، دیکھا جائے تو اس حدیث میں بھی یہ تعلیم و ہدایت ہے کہ ایک مسلمان اپنی زمین دوسرے کو مزارعت وغیرہ پر دینے کی بجائے مفت بلا معاوضہ کاشت کے لئے دے گویا اس میں بھی ترک مزارعت کی تعلیم و ترغیب ہے خواہ اس کی نوعیت کچھ بھی ہو، اور پھر اگر ایک مسئلہ کے متعلق کسی صحابی کی ایک حدیث کا مفہوم و مطلب سمجھنے اور متعیّن کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق اس صحابی کی دوسری احادیث نیز اس کے ذاتی قول و عمل کو بھی دیکھا اور ملحوظ رکھا جائے، تو پھر مزارعت کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی دوسری ایسی احادیث بھی ملتی ہیں جو اس کے ممنوع و ناجائز ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن عباسؓ ترک مزارعت کو اولیٰ و مستحب نہیں بلکہ واجب و ضروری سمجھتے تھے۔ اور پھر محدّث ابوبکر الحازمی وغیرہ کا حضرت ابن عباسؓ کو ان صحابہ میں شمار کرنا جو فساد مزارعت کے قائل تھے جیسا کہ میں پہلے حضرت ابن عباسؓ کی احادیث کی شرح میں نقل کر چکا ہوں، یہ بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ مزارعت کے غیر اولیٰ ہونے کے نہیں بلکہ حرام و مکروہ ہونے کے قائل تھے کیونکہ فساد کا مقتضیٰ تحریم یا کراہیت تحریمی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔

غرضیکہ غور سے دیکھا جائے تو حضرت ابن عباسؓ کی حدیث مذکور کا بھی ان احادیث سے حقیقی تعارض نہیں جو مزارعت کو ناجائز بتلاتی ہیں، اور اگر اس کے باوجود کسی کا یہ خیال ہو کہ تعارض موجود ہے تو اس کا حل آگے رفع تعارض کی بحث میں پیش کیا جائیگا۔

(جاری ہے)

نقد و نظر

محمد اکرم خان ڈائریکٹر
کمرشل آڈٹ لاہور

'حکمتِ قرآن' (ج ۲، ش ۳، مئی ۱۹۸۳ء) کے صفحات ۲۱-۴۶ پر جناب مولانا محمد طاسین صاحب کے گراں قدر علمی مقالہ "مروجہ نظام زمینداری اور اسلام" کی تیسری قسط شائع ہوئی ہے - آپ کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ مزارعت کا معاملہ ربوا سے مشابہ ہے - لہذا یہ حرام ہے، اس کیلئے آپنے علاوہ متقدمین کے اقوال کے کچھ عقلی دلائل بھی دیئے ہیں - یہ عقلی دلائل ایسے ہیں جن سے معاملہ مکمل طور پر کھل کر سامنے نہیں آیا بلکہ کچھ اشکال بھی پیدا ہو گئے ہیں، لہذا ضروری ہے کہ جناب مولانا صاحب ان اشکالات کی تشریح بھی آئندہ بحث میں یا الگ سے فرما دیں -

اوّل - مولانا فرماتے ہیں: "معاملہ ربوا کی حقیقت و ماہیت ... اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس میں ایک فریق اپنا مال دوسرے کو استعمال کے لئے بطور قرض دیتا ہے اور شرط لگاتا ہے کہ مقررہ میعاد کے بعد اسے اس کا اصل مال مع اضافے کے واپس کرنا پڑے گا لہذا اس میں مقرض یعنی قرض دینے والے کے لئے اس کا اصل مال بھی بغیر کسی نقصان کے پوری طرح محفوظ رہتا ہے ... لہذا ہر وہ معاشی معاملہ، معاملہ ربوا کے مماثل و مشابہ ٹھہرتا ہے جس میں ایک فریق کا مال دوسرے کے استعمال میں اس قانونی تحفظ کے ساتھ ہوتا ہے کہ وہ مال جب واپس ہوگا تو بغیر کسی کمی و نقصان کے پورے کا پورا واپس ہوگا اور اس کے ساتھ وہ بغیر کسی پیداوار محنت کے دوسرے سے کچھ زائد مال اس وجہ سے لیتا ہے کہ دوسرے نے اس کا مال استعمال کیا ہے۔" (ص ۴۶)

اس دور میں ربوا کی یہ تعریف کسی حد تک ناقابلِ قبول ہو گئی ہے، پچھلے

۴۰ برسوں میں تمام دنیا میں افراطِ زر کا ایک مسلسل رجحان پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے مال کی قدر و قیمت وقت گذرنے سے کم ہوتی جاتی ہے - چنانچہ مُقرِض کو کبھی بھی اپنا اصل مال واپس نہیں ملتا بلکہ مدّتِ قرض ختم ہونے پر اُس کی اصل قدر و قیمت میں کمی آچکی ہوتی ہے - چنانچہ پچھلے دس برسوں میں تو دنیا میں معاملہ یوں رہا ہے کہ شرحِ سود، شرحِ افراطِ زر سے کم رہی، چنانچہ عملاً مقرِض اپنے سرمایے کا معاوضہ وصول کرنے کے بجائے اپنے سرمایے پر مقروض کو معاوضہ دیتے رہے - معاملہ کی یہ سیدھی سادی تشریح کہ ظاہری گنتی میں تو مُقرِض کو اپنا مال پورے کا پورا ملتا ہے، معاملہ کی حقیقت کو نہیں بدل دیتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ہم اپنی تسلّی کے لئے کسی منطقی موشگافی کا سہارا لے بھی لیں لیکن دنیا اس منطق سے کبھی مطمئن نہیں ہوسکتی -

جناب مولانا نے اسی دلیل کو مزارعت کے معاملہ پر منطبق کیا ہے، فرماتے ہیں " اسی طرح معاملۂ زراعت میں مالک کے لئے زمین محفوظ رہتی اور معاملہ ختم ہونے پر پوری کی پوری اسے واپس ملتی ہے -" (ص ۳۹)

یہ بھی معاملہ کی ظاہری حالت ہے ورنہ کس کو یہ حقیقت نہیں معلوم کہ فصل اُگنے کے بعد زمین کی پیداواری صلاحیت کم ہوجاتی ہے، چنانچہ وہ زمین جس پر پے در پے فصلیں اُگائی جائیں اور وہ زمین جس پر کبھی کاشت نہ ہوئی ہو اپنی زرخیزی میں مختلف ہوتی ہے - دنیا بھر میں کھاد کا استعمال جس طرح بڑھ رہا ہے وہ اس بات ہی کی شہادت ہے کہ استعمال سے زمین کی زرخیزی میں فرق آجاتا ہے - ایسے میں یہ کہنا کہ مزارع، مالک کو زمین پوری کی پوری واپس کردیتا ہے رقبے کے اعتبار سے تو ٹھیک ہوسکتا ہے لیکن حقیقتِ معاملہ ایسی نہیں ہے -

دوم - بیع کی حلّت پر جو دلائل جناب مولانا نے دیئے ہیں وہ بھی قابلِ غور ہیں: فرماتے ہیں: " معاملۂ بیع کو اس لئے حلال و جائز ٹھہرایا ہے کہ یہ عدل کے مطابق ہے کیونکہ اس میں فریقین آپس میں جو دیتے لیتے ہیں، ایک دوسرے کا حق سمجھ کر دیتے لیتے ہیں اور اس میں ان کی حقیقی رضامندی موجود ہوتی ہے -" (ص ۴۷)